REVIEW OF RESEARCH
IMPACT FACTOR : 5.7631(UIF) UGC APPROVED JOURNAL NO. 48514 ISSN: 2249-894X
VOLUME - 7 | ISSUE - 11 | AUGUST - 2018

فراق کی شاعری میں دھرتی کی خوشبو

ڈاکٹر بسم اللہ خان
جی۔این۔اے کالج بارسی ٹاکلی،
اکولہ (مہاراشٹر)

ABSTRACT

آزادی کے بعد جس شاعر کا کلام صحیح معنوں میں ہندوستان کی مٹی سے بھینی خوشبو اور حسن کا گہوارہ بنا وہ اردو کے عہد آفرین شاعر فراق ہیں۔فراق کے یہاں جس انداز کی ارضیت، دردمندی اور گداز کی کیفیت پائی جاتی ہے اس کے سبب ان کا رشتہ میر سے بھی قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اگر چہ زندگی کی ہر کروٹ اور ہر جہت پر نثار ہو سکتے ہیں لیکن بشری اور کائناتی میں انھیں ایک خاص الوہی کیفیت اور سرشاری محسوس ہوتی ہے۔دیومالائی قصے، جسمانی لذت اور نسوانی محبت انھیں دیوانہ بنا دیتی ہے۔فراق شاعر ہونے کے علاوہ ایک اہم نقاد بھی تھے۔

ہندوستان دنیا کی قدیم ترین تہذیب کا گہوارہ ہے اور صدیوں کی علمی و ادبی تلاش و یافت کا حاصل ہماری میراث ہے۔

فراق کو اپنے ورثے کی عظمت کا خوب احساس ہے۔اس سے بے پناہ لگاؤ ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں:

کرو کچھ سر زمین ہند کی بات
سنا ہے خاک اسکی کیمیا ہے

فراق اس ورثے کو سینے سے لگا کے رکھنا چاہتے ہیں۔اسکی بقا کے لئے حتی المقدور حصہ دار بننا چاہتے ہیں۔اس سلسلے میں فراق نے اپنی ایک رباعی میں نہایت فکر انگیز سوال اٹھایا ہے کہ تہذیبیں کیوں غروب ہو جاتی ہیں :

صحرا میں زمان و مکاں کے کھو جاتی ہیں — صدیوں بیدار رہ کر سو جاتی ہیں
اکثر سوچا کرتا ہوں خلوت میں فراق — تہذیبیں کیوں غروب ہو جاتی ہیں

اپنی سرزمین اور اپنے ادبی تہذیبی سرمائے سے لگاؤ فراق کے یہاں دو سطحوں پر کارفرما ہوا ہے۔ایک شعور کی سطح پر دوسرا احساس کی سطح پر۔جہاں یہ فراق کا احساس بن گیا ہے وہاں قدر اول کی شاعری تخلیق ہوتی ہے۔فراق کی شاعری میں جو نرمیاں ہیں افکار کی آہستہ خرامی ہے، خاموشیوں کا ایک جہاں آباد ہے۔

اس نے قدیم اساطیر کو رباعیوں میں سمو کر شاعری میں اسلامی کلچر کے ساتھ ساتھ ہندو کلچر کو بھی رچایا ہے۔جہاں اس نے

ہندو کلچر کے اوشا، کرشن، رادھا، دیپ مالا، گھنشیام، اسادری، اپسرا، جے مال، آرتی، شیو، گوکل، کنرتھ اور دوسرے ریت رواج کو اپنی رباعیوں میں جگہ دی ہے وہاں وہ جذباتی رو میں بھی دوسرے عظیم کلچروں کو نہیں بھولا ہے

فراق کی شعری کائنات میں ہندوستان کی تہذیبی و ثقافتی زندگی کہکشاں کی صورت میں اس کنارے سے اس کنارے تک نورافشانی کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ چند اشعار دیکھیں:

نئی ہوئی پھر رسم پرانی دیوالی کے دیپ جلے　　شام سلونی، رات سہانی، دیوالی کے دیپ جلے
دھرتی کا رس ڈول رہا ہے دور دور تک کھیتوں میں　　لہرائے وہ آنچل دھانی، دیوالی کے دیپ جلے
نردھن گھر والیاں کریں گی آج لکشمی کی پوجا　　یہ آنسو بیوہ کی کہانی، دیوالی کے دیپ جلے

یہ رباعی ملاحظہ ہو :

چوکے کی سہانی آنچ ، مکھڑا روشن　　ہے گھر کی لکشمی پکاتی بھوجن
دیتے ہیں کر چھلی کے چلنے کا پتہ　　سیتا کی رسوئی کے کھنکتے برتن

ہندوستانیت اور ہندوستانی ثقافتی وتمدنی سرمایے کی لازوال روایت سے جس قدر فائدہ فراق نے اٹھایا ہے، سچ یہ ہے کہ اردو کے کسی دوسرے شاعر کے یہاں اس فراوانی کے ساتھ اخذ واستفادے کی مثالیں نہیں ملتیں۔ فراق اپنے مجموعے ''شبستاں'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

''میں چاہتا ہوں کہ اردو ادب اور شاعری میں ہندوستانیت اس طرح کوٹ کوٹ کر بھر دی جائے جیسے بھبھوتی، کالیداس، بھرتری ہری اور ٹیگور کی شاعری اور پریم چند کے ادب میں ہندوستانیت ہے۔''

مظاہر حسن میں جذب ہو کر اسے بیان کرنے کا سلیقہ ہے جسے فراق، صوتیات کا زیروبم' کہتے ہیں۔ یہ سنسکرت شاعری کی عطا ہے۔ اور یہی فراق کا رنگ ہے۔ یہیں فراق کی دوپہر قائم ہوتی ہے۔ اس نازک کارگذاری کو فراق نے تنقید کی زبان میں یوں کہا ہے کہ:

''وجدان کے سانس لینے سے شاعری وجود میں آتی ہے''

اور شعر کی زبان میں اسطرح بیان کیا ہے کہ:

شاعر ہوں گہری نیند میں ہیں جو حقیقتیں　　چونکا رہے ہیں انکو بھی میرے توہمات

اردو زبان میں اخذ واستفادے کی ایک روشن روایت ہے۔ اردو کی اس خوبی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فراق نے سنسکرت الفاظ کو مستعمل اردو الفاظ کے ساتھ فضا بنا کر اسطرح استعمال کیا ہے کہ یہ اجنبی نہیں عزیز مہمان معلوم ہوتے ہیں اور لطف وسرور کی

ایک فضا قائم ہو جاتی ہے۔مثلاً دیپ شکھار (بجھتی دیے کی لو) سکمار گات (کنوارا بدن) مدھ کلس (خم مے) برہ کی پیڑا، کرچھلی، پگ دھونی (آواز پا) کومل پدگامنی وغیرہ۔لسانی سطح پر یہ فراق کا کارنامہ ہے۔

سنسکرت کی پیوندکاری کے ساتھ ساتھ فراق نے مروج الفاظ سے ایسی تراکیب وضع کی ہیں جن میں ہماری دھرتی ہمارے موسم ہمارے سماج کے رنگ روپ مل کر دھنک رنگ منظر پیش کرتے ہیں۔مثلاً ساون لہرا، اوشا کی چھٹا، نینارس، برہ کی پیڑا، رس کی پتلی، الکوں کی لٹک وغیرہ۔

فراق نے اپنی طویل نظم ''ہنڈولہ'' میں ہندوستان کی ہمہ جہت تہذیبی میراث کے محافظوں میں جن عظیم ہستیوں سے اپنی خاص عقیدت اور محبت کا اظہار کیا ہے ان میں کالیداس، تان سین، تلسی داس، بھگت کبیر، رضیہ سلطانہ، امیر خسرو، غالب، حالی، اقبال، وارث شاہ اور ٹیگور کے نام خصوصیت کے ساتھ شامل ہیں۔اس نظم میں ہندوستان کا تصور ایک ہنڈولے کی شکل میں کیا گیا ہے۔جس میں پورے ہندوستان کی تہذیب خوشی سے پینگ کے لطف اٹھا رہی ہے۔ایسی ہندوستانی ثقافت جس کی تعمیر و ترقی اور نشوونما میں تمام قوموں کا مشترک حصہ ہے، فراق خود کہتے ہیں:

سرزمینِ ہند پر اقوامِ عالم کے فراق
قافلے آتے گئے ہندوستان بنتا گیا

نظم ''دھرتی سنگیت'' میں ہندوستان کی زمین کو خلا کی رقاصہ کہنے سے بھی اس سرزمین کی عظمت و انفرادیت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔نظم ''داستان آدم'' بھی وطنیت اور قومیت کی بلیغ تصور سے عبارت ایک پر جوش رزمیہ ہے۔فراق کی غزلوں کے چند اشعار سے اس خیال کی مزید تصدیق ہو سکتی ہے:

یہ ترا شعلۂ آواز ہے کہ دیپک راگ
قریب و دور چراغ آج ہوگئے روشن

یہ چہرہ صبحِ بنارس یہ زلف شامِ اودھ
کمندِ پیکرِ نازک فضائے خلد شکار

دلوں میں داغِ محبت کا اب یہ عالم ہے
کہ جیسے نیند میں ڈوبے ہوئے سحر کے چراغ

دلوں کو تیرے تبسم کی یاد یوں آئی
کہ جگمگا اٹھیں جس طرح مندروں میں چراغ

ہر لیا ہے کسی نے سیتا کو
زندگی ہے کہ رام کا بن باس

''روپ'' کی ایک رباعی دیکھیں۔

نکھری نکھری نئی جوانی دمِ صبح
آنکھیں ہیں سکون کی کہانی دمِ صبح
آنگن میں سہاگنی اٹھائے ہوئے ہاتھ
تلسی پہ چڑھا رہی ہیں پانی دمِ صبح

مضامین شعر کے اعتبار سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ فراق کی شاعری میں راج ہنس پر تول رہے ہیں۔ پھولوں سے تتلیاں اڑ رہی ہیں، ناگنیں ڈس کر الٹ رہی ہیں۔ حسینائیں گنگا اشنان کر رہی ہیں بجرے چل رہے ہیں، چوڑیاں بج رہی ہیں۔ کرنیں کلیوں کی گرہیں کھول رہی ہیں، رادھا گوکل میں ہولی کھیل رہی ہے، بہنیں بھائی کو راکھی باندھ رہی ہیں۔ سہاگن تھال سجاتے، دیوی روپ دھارے پتی کے آگے آگئی ہے۔ رنگ روپ اور اس کی برکتوں سے بھرا ہندوستان فراق کی شاعری میں ایک والہانہ احساس جگاتا ہے۔ ان کی چند رباعیاں ملاحظہ کیجئے۔

آنسو بھرے بھرے وہ نینا رس کے
یہ چاندنی رات، یہ برہ کی پیڑا
ساجن کب اے سکھی تھے اپنے بس کے
جس طرح الٹ گئی ہو ناگن ڈس کے

کس درجہ سکوں نما ہیں ابروئے ہلال
جیون ساتھی کے آگے دیوی بن کر
آتی ہے سہاگنی سجائے ہوئے تھال
خیرو برکت کے دھن لٹاتی ہوئی چال

پائل کی صدا ہے یا چھلکتے ہیں ایاغ
پگ دھونی لو مارتی ہے انبر سے پرے
ملتا ہی نہیں آج دھرتی کا دماغ
جل اٹھتے ہیں لالہ زار جنت چراغ

جب پچھلے پہر پریم کی دنیا سولی
جو بن رس چھلکاتی اٹھی چنچل نار
کلیوں کی گرہ پہلی کرن نے کھولی
رادھا گوکل میں جیسے کھیلے ہولی

فراق گورکھپوری کے کلام کے کئی مجموعے شائع ہوئے ہیں جن میں روح کائنات، رمزو کنایات، غزلستان، شبنمستان اور گل نغمہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان کی رباعیوں کا مجموعہ 'روپ' بھی بہت مشہور ہے۔ فراق کو 1960 میں ساہتیہ اکادمی ایوارڈ دیا گیا۔

۱۔ انٹرنیٹ پر اردو کی مختلف ویب سائٹس
۲۔ فن اور شخصیت کے کوائف نمبر
۳۔ اردو دنیا نئی دہلی کے مختلف شمارے
۴۔ "بے آمیز" از۔ ڈاکٹر سید صفدر